ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. Apr-Jun 2025.Page#.1576-1590
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
https://doi.org/10.55966/assaj.2025.3.2.030
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Introduction to the Debates of the Prophets and a Research Review of its Need and Importance in the Modern Era.

مجادلاتِ انبیاءکا تعارف اور دورِ حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت کا تحقیقی جائزہ

Mr. Muhammad Ijaz
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
Ijazjami09876@gmail.com
Dr. Taiyyiba Fatima
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract
Allah sent all the prophets to guide humanity, and they fought against them in various ways. Some polytheists even plotted to kill the prophets by drowning them in the intoxication of disbelief and polytheism. However, Allah protected His chosen prophets and gave respite to the enemies of the prophets. However, Allah punished those who did not desist from their disbelief and polytheism. The arguments that have been used to convince these polytheists, hypocrites, Jews, and Christians are called the science of arguments or the science of debate. The word "mujadala" has two forms, general and specific. If this word is read with the suffix "dal", then this word becomes specific. This is also true of Sayyidah Khawla bint Tha'labah. Debate is the path to justice when the plaintiff and the defendant come to a judge and both argue with their respective arguments. In this case, it is only a debate that provides justice and allows the parties to decide who is truly entitled. Allah Almighty has commanded the judge to be just and to achieve virtue when the parties argue for their rights. Peace and order in society is possible only through justice, as if the peace of society is linked to justice, and no one denies this fact. And then, when looked at carefully, justice is linked to debate. When the lawyers of two parties do not cross-examine the case before a judge, it becomes impossible for the judge to give justice to either party. That when the lawyers of both parties do not cross-examine the case before a judge, it becomes impossible for the judge to give justice to either party. Justice is possible only when the lawyers of both parties argue with each other in front of the judge with their respective arguments and the judges give a fair decision. It is the responsibility of every judge to provide justice to the parties in the dispute, and because this is the demand of the law.

***Keyword**: Debate, Principles of Debate, Conversational Etiquette, Importance of Debate, Justice and Fairness, Peace, Society.*

.

مجادلہ کا تعارف اور دورِ حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت کا تحقیقی جائزہ

مجادلہ لفظ کی دو صورتیں ہیں عام وخاص، اگر اس لفظ کو دال کی کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ لفظ خاص ہو جاتا ہے سیدہ خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی ہے۔ اور اس کو پھر خاص ہونے کی صورت میں "مجادِلہ" پڑھا جائے گا، اور اگر اس لفظ کو دال کی فتح کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ لفظ عام ہو گا اور اس کے معنیٰ ہوں گے "بحث و تکرار" یہاں ہمارے موضوع میں جو زیر بحث ہے وہ لفظ مجادَلہ ہے دال کی فتح کے ساتھ

۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں مجادلہ پر نظر ڈالیں یا پھر مجادلہ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو سب سے اول مجادلہ اللہ اور فرشتوں کے درمیان ہوا "تخلیقِ آدم علیہ السلام" پر اور اس مجادلہ کو اللہ نے قرآن مجید بے شمار جگہ پر ذکر فرمایا ہے۔[1]

انبیاء کے مجادلات

جب انسان نے انبیاء علیہ السلام کے ساتھ کثرت کے ساتھ مخاصمہ کیا، انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہنسی مذاق کیا ان کو طرح طرح کے طعنے دیے گئے کہ کیا آپ ہی ملے تھے اللہ کو نبی بنانے کیلئے ہم جیسوں میں سے کوئی امیر کبیر نہیں ملا تھا کیا؟ (معاذاللہ) الغرض ان اللہ کے برگزیدہ رسولوں علیہم السلام کا مذاق اڑایا گیا، تکالیف سے دوچار کیا گیا۔ تو اللہ نے انسان کی اصل فطرت بتادی کہ یہ ہے ہی جھگڑالو۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَقَدْ صَرَّفْـنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا[2]

"اور بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال کو (انداز بدل بدل کر) بار بار بیان کیا ہے، اور انسان جھگڑنے میں ہر چیز سے بڑھ کر ہے"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس میں انسان کے جھگڑالو ہونے کی مفسر نے تفسیر میں دلیل پیش ہے۔ اَللہ نے مجادلہ فرمایا اپنے فرشتوں کے ساتھ آدم علیہ السلام کی تخلیق اور انکی کی عظمت سے متعلق، اس مجادلہ کو قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے۔ ابوالفیض محمد بن محمد عبدالرزاق الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تاج العروس" میں مجادلہ کے معانی بیان کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کے مجادلہ کی طرف اشادہ کیا ہے۔ علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

" وإنّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِه. وجَدَلَ الشَّيْء جُدُولاً جادَلَهُ مُجادَلَةً وجِدالاً فَهُوَ جَدِلٌ ومِجْدَلٌ ومِجْدالٌ كمِنْبَرٍ ومِحْرابٍ ومُجادِلٌ. والمُجادَلَةُ والجِدالُ: المُخاصَمَةُ والخِصامُ. وَقَالَ الراغِبُ: الجِدالُ: هُوَ المُفاوَضَةُ على سَبيلِ المُنازَعة والمُغالَبة، وَأَصله: مِن جَدَلْتُ الحَبلَ: إِذا أحكَمْتَ فَتْلَه، فكأنّ المُتجادِلَيْنِ يَفْتِلُ كل واحدٍ الآخَرَ عَن رأيِه"[3]

"اور آدم علیہ السلام جو کہ مٹی کے بارے میں جھگڑے گئے، اور جدل ہے کسی شئے کے بارے میں جھگڑنا، یہ جدولا، جادلۃ مجادلۃ اور جدالا جیسا کہ جدل اور مجدول کی طرح ہیں جیسا کہ منبر اور محراب کے وزن ہیں ایسے ہی مجادلۃ اور جدال بھی اسی وزن پر ہے۔ اور جدال اور مجادلہ کا معنیٰ ہے مخاصمہ یعنی کی جھگڑا کرنا، جدال خصام کے وزن پر ہے۔ اور امام راغب اصفہانی نے کہا کہ جدال مفاوضہ منازعہ اور مغالبہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ میں نے رسی کے ساتھ جھگڑا کیا جب تو اس کو لینے کا فیصلہ کرے۔"

مجادلہ کا تعلق حق کے ساتھ بھی ہے اور باطل کے ساتھ بھی ہے۔ کیونکہ دین کی دعوت کا تعلق حق اور باطل دونوں کے ساتھ ہے کہ جو مان لے وہ حق ہے اور جو نہ مانے وہ باطل ہے۔ مسلم اُمہ کیلئے اور بالخصوص ایک مسلمان کیلیے قابلِ فخر ہے یہ بات کہ جس امت کا وہ فرد ہے اس امت کو اللہ نے انبیاء علیہم السلام جیسی دینِ حق کی تبلیغی ذمہ داریاں عطا فرمائیں اور اس عظیم عہدے کے عطا فرمانے کے بعد اللہ نے اس امت کے سر پر "خَیرُ الاُمَم" یعنی کہ "تمام امتوں میں سے بہترن امت" کا تاج بھی سجا دیا جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] سید قطب شہید ،تفسیر فی ظلال القرآن ادارہ منشوراتِ اسلامی ،منصورہ لاہور،2012ء-345/3

[2] الکھف54:18

[3] محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، تاج العروس، دار الهداية1379ه،-194/28

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ[4]

"تم بہتر ہو ان امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا، ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر"

اللہ نے اپنے محبوب کی امت کو وہ ذمہ داری عطا فرمائی جس کیلیے اللہ نے ایک لاکھ کم وپیش انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ نبیِٔ آخر الزماں ﷺ پر اختتام پذیر ہونے کے بعد اللہ نے یہ ذمہ داری اپنے محبوب کی امت کو عطا فرما دی۔ کسی بھی محکمہ میں کسی نئے فرد کے شامل ہونے پر اس کو اس کی ذمہ داری سے آگاہ کیا جاتا ہے اور اس کی ذمہ داری سے متعلقہ قوانین سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ دینِ اسلام کی تبلیغ میں جو ذمہ داری امتِ مسلمہ کو اللہ نے عطا فرمائی تو اس کے ساتھ ساتھ ہی قرآن مجید کے ذریعے سے دینِ اسلام کی تبلیغ کے مشن کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کیلیے اللہ نے کچھ قواعد وضوابط بھی عطا فرمائے، ان قواعد وضوابط میں سے "مجادلہ" ایک مکمل قانون حیثیت رکھتا ہے۔

مجادلہ کا تعارف

مجادلہ دینِ اسلام کی دعوت میں ایک طرزِ تبلیغ کا نام ہے جس میں ایک یا دو فریق بحث ومباحثہ کریں اور دلائل دیں حق کو ثابت کرنے کیلیے۔ مجادلہ کا تعارف معلوم کرنے کیلیئے اس لفظ کی تعریف جاننا چاہیں گے تاکہ اس تعارف اور مفہوم معلوم ہو۔ مجادلہ کے اہلِ لغت نے مختلف معانی بیان فرمائے ہیں، اور اس کی لغوی تعریف میں آئمہ لغت کی مختلف آراء ہیں، اس لئے ہم یہاں پر مجادلہ کی لغوی تعریف میں تمام آئمہ کی لغوی تعریفات کو زیرِ بحث لائیں گے۔ علامہ ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراہیدی آپ بصرہ کے رہنے والے تھے اور آپ کا شمار دوسری صدی ہجری کے عظیم قُراء، مفسرین اور اہلِ لغت میں میں ہوتا ہے آپ مجادلہ کی لغوی تعریف میں لکھتے ہیں :

"جدل: رجل جَدِلٌ مِجدالٌ أي خصمٌ مخصام، والفعل جادل يجادل مُجادَلةً. وجَدَلْتُه جدلاً، مجزومٌ، فانجدل صريعاً، وأكثر ما يقال: جدلته تجديلا أي صرعته، ويقال للذَّكَرِ العَرِدِ: أنه لجدرٌ جَدِلٌ"[5]

"جدل یہ باب مفعلہ سے ہے جیسا کہ جدل: رجل جدل مجدال یعنی کہ اس آدمی نے جھگڑا کیا اور یہ اس طرح سے بھی ہے کہ جادل یجادلہ مجادلۃ یعنی کہ میں نے اس کے ساتھ جھگڑا کیا، اور اکثر یہ کہا جاتا ہے جس نے اس کے ساتھ جھگڑا کیا، یا جھگڑا کرنے میں جلدی کی۔"

علامہ فراہیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجادلہ کا مصدر جدل ہے اور یہ باب مفعلہ سے ہے کہ اگر یہ مجادلہ سے مجدال ہو تو اس کا معنیٰ ہو گا جھگڑا کرنے والا آدمی مراد ہے اور اگر اس لی حالت "یجادلُ" ہو تو اس کا معنیٰ ہے میں نے جھگڑا کیا، آپ کی اس لفظ کی لغوی وضاحت سے پتہ چلتا ہے کہ "مجادلہ" کا لغوی معنیٰ ہے جھگڑا کرنا۔ علامہ فرہیدی کے نزیک اگر یہ باب مفعلہ سے آئے تو اس کا معنیٰ ہو گا جھگڑا کرنا۔

مجادلہ کی لغوی تعریف

علامہ ابو بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی رحمۃ اللہ علیہ مجادلہ کی لغوی تعریف میں لکھتے ہیں:

---

[4] آل عمران 110:3

[5] خليل بن أحمد الفراهيدي، كتاب العين، دار ومكتبة الهلال،79/6

"الجدل: مصدر جدلت الْحَبل أجدله وأجدله إِذا فتلته وَالْحَبل مجدول وجديل. وَرُبمَاخص زِمَام الْبَعِير بِهَذَا الِاسْم فَسُمي جديلا.وجادلت الرجل مجادلة وجدالا إِذا خاصمته وَالِاسْم الجدل."[6]

"جدل: یہ مصدر ہے جدلت کی طرف جیسا کہ میں نے جھگڑا کیا رسی کے بارے میں جب وہ میرے قبضے میں آگئی، مجدول اور جدیل سے مراد ہے جب جھگڑا ہو رہا ہو اور بعض دفعہ خاص کر دیا جاتا ہے اس کو اونٹ کی لگام کے ساتھ۔ پس اس کا نام جدیل رکھ دیا جاتا ہے۔ اور میں نے جھگڑا کیا اس آدمی کے ساتھ تو جب جھگڑا ہوا تو اس کا نام جھگڑنے کی وجہ سے جدیل رکھ دیا گیا۔ جب یہ مصدری معنی میں آئے گا تو اس کا معنیٰ ہو گا، جھگڑا کرنا۔"

علامہ ابو بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تیسری صدی ہجری کے عظیم مفسرین میں ہوتا ہے۔ آپ نے مجادلہ کی لغوی تعریف میں علامہ فراہیدی کے قول کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مجادلہ کا مصدر "جدل" ہے اور پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے کوئی رسی کے بارے میں جھگڑتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے لکھتے ہیں" الْحَبل أجدله وأجدله إِذا فتلته " "میں نے جھگڑا کیا رسی کے بارے میں جب وہ میرے قبضے میں آگئی" مجادلہ سے اگر جدیل ہو تو اس سے مراد اونٹ کی رسی لیا جاتا ہے، اور اونٹ کی رسی سے مراد وہ رسی ہے جس کے ساتھ اس کو نکیل ڈالی جاتی ہے۔ علامہ ازدی کے نزدیک اگر اسے مصدری معنیٰ میں لیا جائے تو اس سے مراد اونٹ کی نکیل ہے۔ علامہ ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی رحمۃ اللہ علیہ، آپ فارابی کے نام سے مشہور ہیں، آپکا شمار چوتھی صدی ہجری کے مشہور آئمہ لغت میں ہوتا ہے، مجادلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"طعنه فَجدَّلَهُ، أي رماه بالأرض، فانْجَدَلَ، أي سقط. وجادَلَهُ، أي خاصمه، مُجادَلَةً وجِدالاً: والاسم الجَدَلُ، وهو شدّة الخصومة. وجَدَلْتُ الحبلَ أَجْدُلُهُ"[7]

"اس نے اس کو طعنہ دیا حتی کہ اس نے اس کو زمین پر گرا دیا، جب یہ باب تفعیل سے آئے کا یعنی کہ فجدلہ یعنی کہ جھگڑ کرنے پر زمین پر گرا دیا، تو یہاں گرانا مراد ہے۔ اور یہ اسم ہے جدل سے اور یہ شدت کے ساتھ لڑنے کے معنی میں آتا ہے، کہ وہ لڑا اونٹ کی رسی کے بدلے میں۔"

علامہ ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجادلہ اگر" فَجدَّلَهُ" سے ہو تو سے وہ تو اس کا معنیٰ ہو گا "گرانا" یعنی کہ اگر یہ بابِ تفعیل سے آئے گا تو اس کا معنیٰ ہو گا زمین پر گرا دینا جیسا کہ کہا جاتا ہے۔" أي رماه بالأرض، فانْجَدَلَ ""اس نے اس کو زمین پر گرا دیا" اور فرماتے ہیں کہ یہ اسم ہے جدل سے اور یہ لڑائی کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ۔" وجَدَلْتُ الحبلَ أَجْدُلُهُ ""وہ لڑا اونٹ کی رسی کے بدلے میں"۔ علامہ فارابی کے نزدیک جدال اور مجادلہ کا معنیٰ لڑائی جھگڑا مراد لیا جاتا ہے۔ علامہ ناصر بن ابی المکارم ابن علی خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جَادَلَهُ) مُجَادَلَةً وَجِدَالًا وَهُوَ شِدَّةُ الْخِصَامِ وَمُرَاجَعَةُ الْكَلَامِ"[8]

"باب مفعلہ سے ہو جیسا کہ مجادلہ تو اس سے مراد ہے سختی سے جھگڑا کرنا، (جیسا کہ سورۃ مجادلہ میں ہے کہ وہ اس قدر سختی سے جھگڑ رہی تھی کہ سیدہ عائشہ نے اسے ڈانٹ دیا) اور بار بارے تکرار کرنا۔"

---

[6] أبو بكر محمد بن الحسن بن دريد الأزدي،جمهرة اللغة، دار العلم للملايين بيروت،448/1

[7] أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي ، تاج اللغة وصحاح العربية، دار العلم للملايين بيروت،1653/4

[8] ناصر بن عبد السيد برهان الدين الخوارزمي، المغرب، دار الكتاب العربي،ص77

علامہ ناصر بن ابی المکارم ابن علی خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ آپ خوازمی کے نام سے مشہور ہیں، آپکا شمار مشہور اہل لغت میں ہوتا ہے۔ آپ مجادلہ کی لغوی تعریف کرتے ہوئے اپنی کتاب " المغرب "میں فرماتے ہیں کہ مجادلہ اگر باب مفعلہ جیسے کہ " مُجَادَلَةً"سے ہو تو اس سے مراد ہے" شِدَّةُ الْخِصَامِ وَمُرَاجَعَةُ الْكَلَامِ "سختی سے جھگڑا کرنا اور بار بارے تکرار کرنا۔"

مجادلہ کا اصطلاحی مفہوم

علامہ خوازمی کے نزیک مجادلہ باب مفعلہ سے ہے اور اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے شدت کے ساتھ جھگڑا کرنا اور دوسرا معنیٰ یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس سے مراد "تکرار کرنا بھی ہے"جیسا کہ سورۃ مجادلہ میں صحابیہ کا واقعہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے شوہر کے بارے میں بار بار تکرار کر رہی تھی۔ ابو الفضل جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"إنه لَجَدِل إِذا كَانَ شَدِيدَ الخِصام، وإِنه لمَجْدُول وَقَدْ جَادَلَ. وَسُورَةُ المُجَادَلَة: سُورَةُ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ لِقَوْلِهِ: قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجادِلُكَ فِي زَوْجِها وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ"[9]

"اور بے شک یہ کہ جب یہ شیدید جھگڑے کے معنیٰ میں ہو تو، اور مجدول کہتے جس کے ساتھ جھگڑا کیا جارہا ہو، جیسا کہ سورۃ مجادلہ اور سورۃقَدْ سَمِعَ اللَّهُ لِقَوْلِهِ: قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجادِلُكَ فِي زَوْجِها وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ۔"

ابو الفضل جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار آٹھویں صدی ہجری کے مشہور علمائے لغت میں ہوتا ہے آپ نے لغت پہ ایک کتاب لکھی جو کہ آٹھویں صدی ہجری سے لیکر عصر حاضر تک آپ کی شہرت کا سبب بنی ہے اور آپ کی لغت میں رائے کو معتبر تسلیم کیا جاتا ہے، آپ مجادلہ کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جدل شدید جھگڑے کیلیے استعمال کیا جاتا ہے اور اگر مجدول ہو تو اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ جھگڑا کیا جارہا ہے۔ جیسا سورۃ مجادلہ میں خولہ بنت ثعلب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سیدنا حضرتِ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۽ الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۽ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذَلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

"بیشک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے، اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے،(1)وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے،(2)اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بری بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے، اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے"

ان آیات میں اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی ﷺ اور اس عورت کے درمیان ہونے والے مجادلہ کو بیان فرمایا اور اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام بھی مجادلہ رکھا گیا ہے۔

[9] محمد بن مکرم بن علی ابن منظور الإفریقی ،لسان العرب، دار صادر بیروت،105/11

مجادلہ کی اقسام

اللہ نے انسانیت کی راہنمائی کیلیے جتنے بھی انبیاء علیہ السلام بھیجے ،ان سب کے ساتھ انہوں نے طرح طرح کا مخاصمہ کیا اور بعض مشرکین نے تو انبیاء علیہم السلام کو کفر و شرک کے نشے میں ڈوب کر قتل کرنے کی سازشیں کیں لیکن اللہ نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور انبیاء علیہ السلام کے دشمنوں کو پھر بھی مہلت سے دی مگر اس کے بعد جو اپنے کفر شرک سے باز نہ آئے تو اللہ نے عذاب میں گرفتار کر لیا۔ان مشرکین، منافقین، یہود و نصاریٰ کو قائل کرنے کے لئے جن دلائل کا سہارا لیا گیا ہے انہیں علم المخاصمات یا علم الجدل کہتے ہیں۔ کے ان مخاصمات کو اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔اور ان سے متعلق قرآن کریم میں مختلف انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔

انبیاء کے مجادلات کی جتنی بھی جہات ذکر ہیں۔قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں مجادلہ کے ضمن میں کئی موضوعات مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ،منافقین کے ،اور یہود و نصاریٰ کے مجادلات کو کثرت سے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔اور ان سے ہٹ کر منافقین کے مجادلات کو بھی اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔قرآن وحدیث میں میں مذکور مجادلات کیلیے اللہ نے ان کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں ۔اب ہم ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

قرآن مجید فرقانِ حمید نے جن مجادلات کا ذکر فرمایا ہے یہ موضوعات کے اعتبار سے مختلف معانی و مفہوم رکھتے ہیں۔جن کی وضاحت ضروری ہے۔اور مجادلہ کی موضوعات اور نوعیت کے اعتبار سے درج ذیل اقسام ہیں۔

- 1-مخاصمہ
- 2-محاورہ
- 3-مباہلہ
- 4-مناظرہ
- 5-محاجہ
- 6-مباحثہ
- 6-مکالمہ

اللہ خالقِ کائنات جل جلالہ نے انسان کی رہنمائی کیلیے جب نبی علیہم السلام بھیجے تو انہوں نے اس انسان کو اللہ جل جلالہ کا پیغام دیا،اللہ جل جلالہ کی طرف سے ملنے والے پیغام کی صورت میں اللہ جل جلالہ کے بھیجے ہوئے انبیاء و رسل علیہم السلام نے اس انسان کی رہنمائی اللہ جل جلالہ کی طرف کی۔ اسے کفر و شرک کے اندھیروں اور شیطان کے مکر و فریب سے نجات کا راستہ بتایا مگر اس انسان نے اللہ جل جلالہ کے بھیجے ہوئے انبیاء و رسل علیہم السلام سے الٹا جھگڑنا شروع کر دیا۔ جسے بارہا اللہ جل جلالہ نے اپنے کلامِ مقدس قرآنِ مجید میں بیان فرمایا،اور شکوے کے طور پر فرمایا:

وَلَقَدْ صَرَّفْـنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا[10]

”اور بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال کو (انداز بدل بدل کر) بار بار بیان کیا ہے،اور انسان جھگڑنے میں ہر چیز سے بڑھ کر ہے“

[10] الکہف54:18

اللہ گویا کہ شکوہ فرمارہاہے کہ ہم نے انسان ہی کی رہنائی کیلیے قرآن اتارا ،اس میں اور کچھ نہیں صرف انسان کی ہدایت کا راستہ ہے اور یہ ہدایت صرف اپنے ماننے والوں ہی کیلیے نہیں بلکہ تمام انسانوں کیلیے ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ[11]

”یہ قرآن جو ہم نے رمضان میں نازل فرمایاہے اس میں تمام انسانوں کیلیے ہدایت ہے۔“

دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا:

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُه وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

”اور تم (اب) کس طرح کفر کروگے حالانکہ تم وہ (خوش نصیب) ہو کہ تم پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود) اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موجود ہیں، اور جو شخص اللہ (کے دامن) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے“

اللہ نے یہاں پر پھر سے قرآن کا مقصد بیان فرمایاہے کہ تم آیات تلاوت ہوتی ہیں، نبی کریم ﷺ تم میں موجود ہیں، اور اسکا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ ” هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ“ تمہیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کی جائے۔ مگر ہوا یہ کہ انسان نے اس اللہ ہی کے بھیجے ہوئے ھادی انبیاء ورسل سے اللہ اور رسولوں اور آخرت کے معاملات میں جھگڑ ناشروع کردیا۔

دورحاضر میں مجادلہ کی ضرورت واہمیت

دورحاضر میں مُجادَلہ اِنسانی زندگی میں اور بالخصوص اہل ایمان کی زندگی میں فضیلت اوراہمیت کا حامل ہے کیونکہ بتقاضہ بشریت انسان جھگڑالو ہے اور بعض شدت پسند جھگڑالو افراد انسانوں میں جھگڑاپیداکر تے ہیں، مشرکین اور منافقین نے اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے جس کی وجہ سے جدال کا نوبت پیش آئی، مجادلہ دلائل کی بنیادپر اس جھگڑے کا فیصلہ کر کے حق کی حقانیت کو ظاہر کرتا ہے اور یوں معاشرے میں صلح کی فضاءپیدا کرتا ہے اور امن کی فضاءپیدا کرتا ہے، الغرض اک دینِ اسلام کے عَلَم کو لے کر نکلنے والے داعی کیلیے مجادلہ انتہائی ضروری ہے کہ اس کے ذریعے سے وہ انسانی ذہنوں میں پیدا شدہ اسلام اور اسلام کے متعلقات کے خلاف شکوک وشبہات کا خاتمہ کرتاہے۔اور جب معاشرے سے شکوک وشبہات کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو معاشرے میں امن کی فضا قائم ہو جاتی ہے اور یہی اسلام کی منشاء ہے کہ اسلام ہے ہی سلم اور سلامتی سے اور معاشرے اور معاشرے کے افراد کے سکون کی سلامتی چاہتاہے جس کے لئے اس نے خوبصورت اور جامع مجادلہ کے قوانین وضع کیے ہیں۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ[12]

”اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دواور ان سے مجادلہ بھی احسن طریقے سے کرو۔“

یہاں پر قرآن کی تعلیمات اندھادھند اپنے مؤقف کو ٹھونس دینے کا حکم نہیں دیتی بلکہ حق کا ظاہر کرنے کیلیے تین اصول دئے جارہے ہیں۔

- 1-حکمت

[11]البقرۃ2:185

[12]النحل16:125

- 2-موعظہ حسنہ
- 3-مجادلہ احسن

صاحب تفسیر تیسیر القرآن نے تبلیغ کے لئے داعی کو اس آیت کے تحت تین ہدایات فرمائیں:

حکمت

دور حاضر میں پہلی ہدایت حکمت یہ ہے کہ "حکمت" کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو موقع محل دیکھ کر دعوت دی جائے۔یعنی اس وقت دعوت دی جائے جب مخاطب کے دل میں سننے کی خواہش ہو اور وہ سننے کو تیار ہو اور دوسرے جو بات کہی جائے وہ مخاطب کے عقل و فہم کو ملحوظ رکھ کر کی جائے۔

عُمدہ نصیحت

دور حاضر میں عمدہ نصیحت سے مراد یہ ہے کہ جو بات آپ کہیں میٹھے اور دلنشیں انداز میں کہیں جو مخاطب کے دل میں اتر جائے۔ عقلی دلیل کے ساتھ ترغیب و ترہیب اور جذبات کو اپیل کرنے والی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائیں آپ کے دل میں اس کے لیے تڑپ ہونی چاہیے۔ حتیٰ کہ مخاطب یہ سمجھے کہ آپ فی الواقع اس کے ہمدرد ہیں۔ ایسا نہ ہونا چاہیے کہ آپ مخاطب پر اپنی علمی برتری جتلانے اور اسے مرعوب کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔

شائستہ رویہ

دور حاضر میں اگر آپس میں دلائل سے بات کرنے کی نوبت آئے تو اس کی بات غور سے سنیں اور اپنی دلیل بھی شائستہ زبان میں پیش کریں اور اس کا مقصد افہام و تفہیم ہو۔ ایک دوسرے کو مات کرنا مقصود نہ ہو۔ اور اگر کج بحثی تک نوبت پہنچ جائے تو پھر بحث کو بند کر دیں۔ کیونکہ اس صورت میں عین ممکن ہے مخاطب ضد میں آکر پہلے سے بھی زیادہ گمراہی میں مبتلا ہو جائے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو تین ہدایات، حکمت، موعظۃ الحسنہ اور جدال بالاحسن فرمائی ہیں۔ تو یہ سب الگ الگ تین قسم کے لوگوں کے لیے ہیں۔ یعنی مخالفین میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ۔

لوگوں کے تین درجات

1- **اہل عقل و دانش:** ایک تو اہل عقل و خرد ہوتے ہیں جو صرف معقول دلائل سے ہی قائل ہو سکتے ہیں۔ انھیں آپ حکیمانہ انداز میں دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کیجیے۔

2- **صاحبِ عقلِ سلیم:** دوسرے وہ لوگ جو زیادہ ذہین تو نہیں ہوتے مگر عقل سلیم رکھتے ہیں ضدی اور ہٹ دھرم نہیں ہوتے۔ انھیں پند و نصیحت اور انذار اور تبشیر سے سمجھایئے۔ یہی چیز ان کے لیے زیادہ موثر ثابت ہو گی۔

3- **ضدی اور ہٹ دھرم لوگ:** تیسرے وہ لوگ جو کج بحث، ضدی اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں۔ ان سے آپ کو دلیل بازی سے کام لینا ہو گا۔ الزامی جوابات اور مناظرہ کی صورت بھی پیش آسکتی ہے لیکن ان سے بھی احسن طریقہ سے دلیل بازی کیجئے۔ انھیں صرف حقائق سے آگاہ کرنا آپ کے ذمہ ہے۔ منوا کے چھوڑنا آپ کے ذمہ نہیں۔ اور جب آپ دیکھیں کہ مخاطب

کچھ سمجھنے کی بجائے ضد بازی پر اتر آیا ہے تو پھر اس سے اعراض کیجئے۔ اور ایسے لوگوں پر اپنا وقت اور محنت صرف نہ کیجئے۔ اس کے بجائے ان لوگوں کی طرف توجہ فرمایئے جو حق کے متلاشی ہوں۔

دور حاضر میں مجادلہ کی فضیلت واہمیت کیلیے اتنا ہی کافی ہے کہ مجادلہ ایک ایسا دعوتِ دین کا قانون ہے جس کے اصول وضوابط کے بارے میں اللہ رب العالمین نے ہدایات جاری فرمائیں، اور مجادلہ کے اصول وضوابط کے بارے دوسری جگہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَہْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ[13]

”اور اہل کتاب سے مجادلہ صرف احسن طریقے سے ہی کرو۔“

یہاں پر بھی اللہ نے مجادلہ کیلیے مجادلہ احسن کی اصلاح کا تصور دیا ہے جس کی وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔ اب ہم مجادلہ کی مزید فضیلت اوراہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں جانتے ہیں۔ دور حاضر میں مجادلہ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے وہ جاتا ہے کہ ٹی وی پروگرام ہوں یا نشریاتی ادارہ کے چینل وہاں بیٹھ کر ادب واحترام اور اصول وآدابِ گفتگو کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے اور مجادلہ یہ ایک ایسا دعوتِ حق کا طریقہ ہے، قانون ہے جس کے نام سے منسوب اللہ رب العالمین نے ایک مکمل سورت نازل فرمائی اور مجادلہ کرنے کا حکم دیا مگر احسن طریقے کے ساتھ جس کی وضاحت گزشتہ اوراق میں ہو چکی ہے۔ مزید مجادلہ کی فضیلت جانتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

مجادلہ باعثِ فضیلت ہے

مجادلہ انصاف کا راستہ ہے جب مدعی اور مدعی علیہ ایک منصف کے پاس آتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ جدال کرتے ہیں، اس صورت میں ایک مجادلہ ہی ہے جو انصاف فراہم کرتا ہے اور فریقین کو میں سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون حقیقی حقدار ہے تو اللہ تعالیٰ جب فریقین اپنے حق کیلیے جدال کریں تو منصف کو انصاف کرنے اور فضیلت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا

”اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے (محض) اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہو جاؤ خواہ (گواہی) خود تمہارے اپنے یا (تمہارے) والدین یا (تمہارے) رشتہ داروں کے ہی خلاف ہو، اگرچہ (جس کے خلاف گواہی ہو) مال دار ہے یا محتاج، اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ سو تم خواہشِ نفس کی پیروی نہ کیا کرو کہ عدل سے ہٹ جاؤ (گے)، اور اگر تم (گواہی میں) پیچ دار بات کرو گے یا (حق سے) پہلو تہی کرو گے تو بیشک اللہ ان سب کاموں سے جو تم کر رہے ہو خبر دار ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں سب سے اول اللہ جل جلالہ نے انصاف کرنے والے ججز سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ہے کہ؛ جب تمہارے سامنے دو جھگڑنے والے کسی شئے کے حق میں جھگڑیں تو وہاں پر ان کے جدال کو توجہ سے سنو اور ”كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ“ ”تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے ہی بنا“ کہ ایسے ہی اللہ نے گواہی دینے والے کیلیے بھی ایک ساتھ ہی ہدایت کی ہے کہ، انصاف کو

[13] العنکبوت 46:29

مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے کہ جب جدال کرنے والے مجادلہ میں تمہاری گواہی طلب کریں تو حق کے ساتھ کھڑے ہونا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ نے عدل وانصاف کا ساتھ دینے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے ،کانام صدقہ رکھا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنْ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ»[14]

"اسحاق عبدالرزاق معمر ہمام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے بدن کے جوڑ پر طلوع آفتاب کے ساتھ ایک صدقہ واجب ہوجاتا ہے دو آدمیوں میں انصاف و عدل کرادیناصدقہ کسی آدمی کواس کے سوار ہونے میں مدد دینا یااس کی سواری پراس کامال واسباب لاد دیناصدقہ ہے کسی سے اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لئے اٹھے صدقہ ہے اور تکلیف دینے والی چیز کوراستہ سے ہٹا دیناصدقہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے مجادلہ میں فیصلہ کرنے والے کوثواب کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایاکہ " كُلُّ سُلَامَى مِنْ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ "''دو آدمیوں میں انصاف وعدل کرادیناصدقہ ہے"یہ صدقہ کاثواب صرف اور صرف مجادلہ ہی صورت میں حاصل ہونا ممکن ہے کیونکہ اگر ایک منصف فریقین کو دلائل دینے سے روک دے اور یکطرفہ فیصلہ سنادے تو یقیناً ایسے انصاف کا قتل ہو گا اور صحیح منعوں میں انصاف کی فراہمی ایک صورت میں ممکن ہے کہ جب کسی شئے کے بارے میں فیصلہ لینے فریقین آئیں تو ان کے دلائل سننے کیلیے ان کو مکمل جدال کرنے کا حق دیاجائے یوں ہی انصاف ممکن ہے۔

مجادلہ انصاف کی کسوٹی ہے

معاشرے میں امن وامان صرف اور صرف انصاف سے ممکن ہے گویاکہ معاشرے کاامن انصاف سے جڑاہوا ہے اور اس حقیقت سے کوئی بھی انکاری نہیں ہے۔اور اس کے بعد جب بغور دیکھاجائے تو انصاف جدال کے ساتھ جڑاہوا ہے کہ جب ایک جج کے سامنے دو فریقین کے وکیل کیس پر جرح نہیں کرلیتے جج کو فریقین میں سے کسی ایک کو انصاف دیناناممکن ہو جاتا ہے۔انصاف اسی صورت میں ہی ممکن ہے کہ جب جج کے سامنے دونوں فریقین کے وکلاء آپس میں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ مجادلہ کریں اور ججز انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں۔جیساکہ ارشادِربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِه ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں،اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کروتوعدل کے ساتھ فیصلہ کیاکرو،بیشک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتاہے، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے

[14] بخاری، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم ،صحیح بخاری،الرقم الحديث 256، 78/2

اللہ نے حق کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے پیارے محبوب ﷺ بیشک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب قرآن پاک نازل کی ہے تاکہ آپ ﷺ مجادلہ کرنے والے لوگوں میں اس حق کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے، اور آپ ﷺ کبھی بد دیانت لوگوں کی طرف داری میں بحث کرنے والے نہ بنیں اور انصاف سے مدد لیں۔

مجادلہ کے بعد فیصلہ حق کا حکم

جدال میں فریقین کیلیے ان کو انصاف فراہم کرنا ہر ایک منصف کی ذمہ داری ہے اور کیونکہ یہی حق کا تقاضا ہے۔اسی لئے اللہ رب العالمین نے اپنے رسول ﷺ سے ہر منصف سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا

(اے رسولِ گرامی!) بیشک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس (حق) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے، اور آپ (کبھی) بد دیانت لوگوں کی طرف داری میں بحث کرنے والے نہ بنیں

یہی فرمان اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی امت میں سے ہر ایک والی حاکم کے نام جاری کیا اور فرمایا:

«حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا»[15]

یحیی و کیع شعبہ سعید اپنے والد بردہ اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ کو جانب یمن روانہ کرتے وقت یہ فرمایا کہ تم دونوں آسانیاں کرنا اور کوئی سختی نہ کرنا خوشخبری سنانا اور لوگوں کو متنفر نہ کر دینا باہم اتحاد و انصاف رکھنا اور کبھی اختلاف نہ ہونے دینا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجادلین کے درمیان فیصلہ کرنے کیلیے اسلام کے ہر ایک منصف کو یہ فرمان جاری کیا کہ اللہ نے آسانی پیدا کرنے کا حکم دیا ہے تم بھی آسانی پیدا کرنے والے بنو! خوشخبری سنانے والے بنو!، جب سیدنا معاذ بن جبل کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا؛ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا "تم دونوں آسانیاں کرنا اور کوئی سختی نہ کرنا خوشخبری سنانا اور لوگوں کو متنفر نہ کر دینا باہم اتحاد و انصاف رکھنا اور کبھی اختلاف نہ ہونے دینا۔" اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے دنیا کے ہر ایک منصف کو امن قائم کرنے، جھگڑنے والوں کے درمیان صلح کرنے اور انصاف کرنے کا حکم دیا اور اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی: حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

«حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا»[16]

---

[15] بخاری، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم ،صحيح بخاری،الرقم الحديث 304، 89/2

[16] مسلم، ابو الحسين ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشيری نيشاپوری ،صحيح مسلم،الرقم الحديث 224، 74/2

”ابو بکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب، ابن نمیر، سفیان بن عیینہ، عمرو، ابن دینار، ابن نمیر، ابو بکر، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاانصاف کرنے والے رحمن کے دائیں جانب اور اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایااور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔“

مجادلہ میں فریقین کے درمیان انصاف ہی اصل ہے اور اگر اسی کا خاتمہ ہو جائے تو عدل کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معاشرے کا امن تباہ ہو جاتا ہے ،اللہ کے نبی ﷺ نے گویا کہ منصف کو فرمایا کہ تم دنیا کی رشوت اور دنیا کو ترجیح نہ دینا بلکہ اللہ نے تمہارے ساتھ جنت کا اعلیٰ مقام کا وعدہ کیا ہے، دنیا کے پلاٹ اور بینک بیلنس لے کر حق کو نہ دبانا، بلکہ انصاف کر کے جنت میں نور کے منبر لو جو کہ حقیقی گھر ہے۔

مجادلہ عزتِ نفس کا محافظ ہے

مجادلہ میں دوسرے کی عزتِ نفس کا خاص خیال رکھنے کا حکم ہے تبھی یہ احسن مجادلہ کہا سکے گا کیونکہ مدمقابل کو بھلائی کی طرف لانا ہے نا کہ اسے پچھاڑنا مقصود ہوتا ہے اس لئے مخاطب سے اس کی ذہنی استعداد کے مطابق عقلی اور آسان دلائل سے بات کریں تا کہ وہ سمجھ سکے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ اک مثال ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّـهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّـهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّـهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ[17]

”کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب تو وہ کافر بھونچکارہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اگر ایک عام آدمی کے سامنے عربی کی گردان پڑھو تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اسے سمجھ نہیں آرہی اور وہ سمجھنے سے قاصر ہے اور وہ ایسے ہی ہاں ہاں کرے گا لیکن اس میں اس کی عزتِ نفس کا خیال اسی میں ہے کہ اس کی ذہنی استعداد کے مطابق کلام کیا جائے۔ اللہ نے نمونہ کیلیے جناب ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ سامنے رکھا ہے جو قرآن میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے: إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ”جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے“ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ”وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں“ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّـهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس کے مطابق اسے دلیل دینی پڑے گی تو آپ نے فرمایا؛ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ لیکن اب کی باری اس کی بولتی بند ہو گئی، تو یہ اک انداز ہے مجادلہ کا جس میں اک سے قائل کیا گیا ہے۔

---

[17] البقرۃ258:2

خلاصہ تحقیق

اللہ نے انسانیت کی راہنمائی کیلیے جتنے بھی انبیاء علیہ السلام بھیجے ،ان سب کے ساتھ انہوں نے طرح طرح کا مخاصمہ کیا اور بعض مشرکین نے تو انبیاء علیہم السلام کو کفر و شرک کے نشے میں ڈوب کر قتل کرنے کی سازشیں کیں لیکن اللہ نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور انبیاء علیہ السلام کے دشمنوں کو پھر بھی مہلت سے دی مگر اس کے بعد جو اپنے کفر شرک سے باز نہ آئے تو اللہ نے عذاب میں گرفتار کر لیا۔ ان مشرکین، منافقین، یہود و نصاریٰ کو قائل کرنے کے لئے جن دلائل کا سہارا لیا گیا ہے انہیں علم الخاصمات یا علم الجدل کہتے ہیں۔ مجادلہ لفظ کی دو صورتیں ہیں عام و خاص، اگر اس لفظ کو دال کی کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ لفظ خاص ہو جاتا ہے سیدہ خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی ہے۔ اور اس کو پھر خاص ہونے کی صورت میں "مجادِلہ" پڑھا جائے گا، اور اگر اس لفظ کو دال کی فتح کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ لفظ عام ہو گا اور اس کے معنیٰ ہوں گے "بحث و تکرار" یہاں ہمارے موضوع میں جو زیر بحث ہے وہ لفظ مجادَلہ ہے دال کی فتح کے ساتھ۔ جب انسان نے انبیاء علیہ السلام کے ساتھ کثرت کے ساتھ مخاصمہ کیا، انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہنسی مذاق کیا ان کو طرح طرح کے طعنے دیے گئے کہ کیا آپ ہی ملے تھے اللہ کو نبی بنانے کیلیئے ہم جیسوں میں سے کوئی امیر کبیر نہیں ملا تھا کیا؟ (معاذاللہ) الغرض ان اللہ کے برگزیدہ رسولوں علیہم السلام کا مذاق اڑایا گیا ، تکالیف سے دوچار کیا گیا۔ تو اللہ نے انسان کی اصل فطرت بتادی کہ یہ ہے ہی جھگڑالو۔ مجادلہ دینِ اسلام کی دعوت میں ایک طرزِ تبلیغ کا نام ہے جس میں ایک یا دو فریق بحث و مباحثہ کریں اور دلائل دیں حق کو ثابت کرنے کیلیے۔ مجادلہ انصاف کا راستہ ہے جب مدعی اور مدعی علیہ ایک منصف کے پاس آتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ جدال کرتے ہیں، اس صورت میں ایک مجادلہ ہی ہے جو انصاف فراہم کرتا ہے اور فریقین کو میں سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون حقیقی حقدار ہے تو اللہ تعالیٰ جب فریقین اپنے حق کیلیے جدال کریں تو منصف کو انصاف کرنے اور فضیلت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ معاشرے میں امن وامان صرف اور صرف انصاف سے ممکن ہے گویا کہ معاشرے کا امن انصاف سے جڑا ہوا ہے اور اس حقیقت سے کوئی بھی انکاری نہیں ہے۔ اور اس کے بعد جب بغور دیکھا جائے تو انصاف جدال کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ جب ایک جج کے سامنے دو فریقین کے وکیل کیس پر جرح نہیں کر لیتے جج کو فریقین میں سے کسی ایک کو انصاف دینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ انصاف اسی صورت میں ہی ممکن ہے کہ جب جج کے سامنے دونوں فریقین کے وکلاء آپس میں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ مجادلہ کریں اور ججز انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں۔ جدال میں فریقین کیلیے ان کو انصاف فراہم کرنا ہر ایک منصف کی ذمہ داری ہے اور کیونکہ یہی حق کا تقاضا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العالمین نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر منصف سے مخاطب ہو کر فرمایا (اے رسولِ گرامی!) بیشک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس (حق) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے، اور آپ (کبھی) بددیانت لوگوں کی طرفداری میں بحث کرنے والے نہ بنیں۔

نتائج و فوائد

اس تحقیقی مقالہ کے فوائد و نتائج حسبِ ذیل ہیں:

1. انبیاء علیہم السلام نے مشرکین، منافقین، یہود و نصاریٰ کو قائل کرنے کے لئے جن دلائل کا سہارا لیا گیا ہے انہیں علم الخاصمات یا علم الجدل کہتے ہیں۔

2. انبیاء کا اپنے ماننے والوں کے ساتھ تکرار کرنا، مجادلہ حق اور منافقین و مشرکین کا انبیاء کو لاجواب کرنے کیلئے مجادلہ کرنا مجادلہ باطل ہے۔
3. اللہ نے انسانیت کی راہنمائی کیلیے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام بھیجے، ان سب کے ساتھ ان کی اقوام نے مجادلہ کیا۔
4. مجادلہ لفظ کی دو صورتیں ہیں عام و خاص، اگر اس لفظ کو دال کی کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ لفظ خاص ہو جاتا ہے سیدہ خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی ہے۔
5. مجادلہ کو پھر خاص ہونے کی صورت میں "مجادِلہ" پڑھا جائے گا، اور اگر اس لفظ کو دال کی فتح کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ لفظ عام ہو گا اور اس کے معنیٰ ہوں گے "بحث و تکرار" مراد ہے۔
6. مجادلہ دینِ اسلام کی دعوت میں ایک طرزِ تبلیغ کا نام ہے جس میں ایک یا دو فریق بحث و مباحثہ کریں اور دلائل دیں حق کو ثابت کرنے کیلیے۔
7. مجادلہ انصاف کا راستہ ہے جب مدعی اور مدعی علیہ ایک منصف کے پاس آتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ جدال کرتے ہیں۔
8. مجادلہ ہی ہے جو انصاف فراہم کرتا ہے اور فریقین کو میں سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون حقیقی حقدار ہے تو اللہ تعالیٰ جب فریقین اپنے حق کیلیے جدال کریں تو منصف کو انصاف کرنے اور فضیلت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔
9. معاشرے میں امن وامان صرف اور صرف انصاف سے ممکن ہے گویا کہ معاشرے کا امن انصاف سے جڑا ہوا ہے اور اس حقیقت سے کوئی بھی انکاری نہیں ہے۔
10. جب ایک جج کے سامنے دو فریقین کے وکیل کیس پر جرح نہیں کر لیتے جج کو فریقین میں سے کسی ایک کو انصاف دینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ انصاف اسی صورت میں ہی ممکن ہے کہ جب جج کے سامنے دونوں فریقین کے وکلاء آپس میں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ مجادلہ کریں اور ججز انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں۔

تجاویز و سفارشات

اس موضوع سے متعلق تجاویز و سفارشات حسبِ ذیل ہیں:

1. علم المخاصمات یا علم الجدل کا عام فہم بنا کر پیش کیا جائے۔
2. انبیاء کا اپنے ماننے والوں کے ساتھ تکرار کرنا، مجادلہ حق اور منافقین و مشرکین کا انبیاء کو لاجواب کرنے کیلئے مجادلہ کرنا مجادلہ باطل ہے، اس سے امت کو متعارف کرایا جائے۔
3. "بحث و تکرار" میں اصولِ قرآنی کو زندگی کا حصہ بنایا جائے۔
4. دینِ اسلام کی دعوت میں ایک احسن طرزِ تبلیغ اپنایا جائے۔
5. مجادلہ انصاف کا راستہ ہے جب مدعی اور مدعی علیہ ایک منصف کے پاس آئیں تو اپنے اپنے دلائل کے ساتھ مہذب انداز میں جدال کریں۔

6. جب مناظرہ یا جدال کریں تو منصف کو انصاف کرنا ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔
7. انصاف کے وقت جدال کرتے ہوئے حق کا ساتھ دیا جائے۔
8. جب جج کے سامنے دونوں فریقین کے وکلاء آپس میں اپنے اپنے دلائل کے ساتھ مجادلہ کریں اور ججز انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں۔

مصادر و مراجع

القرآن

ابو بکر محمد بن الحسن بن دريد الأزدي، جمهرة اللغة، دار العلم للملايين، بيروت، الطبعة الأولى، 1987ء

ابو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي، تاج اللغة وصحاح العربية، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1412ھ

بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن إسماعیل بن إبراھیم، صحیح بخاری، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الأولی 1403ھ

خليل بن أحمد الفراهيدي، كتاب العين، دار ومكتبة الهلال، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1418ه-

سید قطب شہید، تفسیر فی ظلال القرآن ادارہ منشوراتِ اسلامی، منصورہ لاہور، 2012ء

عراقي، زين الدين عبد الرحيم، التبصرة والتذكرة، مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1428ه-

عسقلاني، أحمد بن علي بن محمد حجر، المعجم المفهرس، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، 1418ه-

محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، تاج العروس، دار الفكر، عام النشر: 1399ه-

محمد بن مکرم بن علی ابن منظور الإفریقی، لسان العرب، بیروت، لبنان، الطبعة الأولی، 1955ء

مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم، دار المشرق، بیروت، 1973ء

موصلي، أبو يعلى أحمد بن علي، مسند أبي يعلى، دار المأمون للتراث دمشق، س، ن۔

ناصر الدين، أبو عبد الرحمن محمد، ضعيف الجامع الصغير، المكتب الإسلامي س، ن

ناصر بن عبد السيد برهان الدين الخوارزمي، المغرب، دار ابن كثير، دمشق، بيروت الطبعة الأولى 1415ه

نسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، السنن الكبرى، مؤسسة الرسالة، بيروت س ن۔

نسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، سنن الصغرى للنسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، س، ن۔

نسفي، عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين، تفسير النسفي، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، 1419ه-